4ستمبر 1962

از عدالت عظمیٰ

راجہ بہادر دھنراج گرجی

بنام

راجہ پی پارتھا سارتھی ریانموارو اور دیگران

(پی۔بی۔گجیندرگڈکر اور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز۔)

ضمانت بانڈ—عدالت کے حق میں اجرائی دی گئی—کارروائی میں سمجھوتہ فرمان، اگر خارج ہونے پر اثر انداز ہوتا ہے—مساوی اصول—انڈین کنٹریکٹ۔ایکٹ، 1872 (1872 کا 9)، دفعہ 135,126۔

اگرچہ انڈین کنٹریکٹ ایکٹ کا دفعہ 135 شرائط کے لحاظ سے عدالت کے حق میں پھانسی دیے گئے ضمانت بانڈ پر لاگو نہیں ہوتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اس سیکشن کے تحت مساوی اصول اس پر لاگو ہونا چاہیے۔مذکورہ قاعدے کی وجہ جو ضمانت کو خارج کرنے کا حق دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اسے کسی بھی وقت قرض دہندہ سے یہ مطالبہ کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ وہ اصل مقروض کو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے کہے، یا خود قرض ادا کرے اور اصل مقروض کے خلاف اس کا مداوا طلب کرے۔

یہ سوال کہ آیا ضمانت کی ذمہ داری عدالتی کارروائی میں سمجھوتے کے ذریعے ادا کی جاتی ہے جس میں ضمانت بانڈ پر عمل درآمد کیا جاتا ہے، اس کا انحصار خود بانڈ کی شرائط پر ہونا چاہیے۔اگر شرائط اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ضمانت دار نے اس بنیاد پر ذمہ داری قبول کی ہے کہ تنازعہ کا فیصلہ عدالت کے ذریعے میرٹ پر کیا جانا چاہیے اور خوش اسلوبی سے حل نہیں ہونا چاہیے، تو سمجھوتہ ضمانت کو خارج کرنے پر اثر انداز ہوگا۔

دی آفیشل لیکویڈیٹرز، دی ٹراوانکور نیشنل اینڈ کوئلون بینک لمیٹڈ بنام دی آفیشل اسائنی آف مدراس آئی ایل آر 1944 مدراس۔708، پاروتی بائی بنام ونیک بلونت، آئی ایل آر 1938 بمبئی۔794۔محمد لی ابراہیم جی بنام لکشمی بائی، (1929) آئی ایل آر LIV بمبئی 118، نرسنگھ مہٹن بمقابلہ نرپت سنگھ، (1932) آئی ایل آر الیون پٹنہ 590 اور محمد یوسف بنام رام گووندا اوجھا، (1927) آئی ایل آر ایل وی کلکتہ۔91، حوالہ دیا گیا۔

لیکن اگر شرائط سے پتہ چلتا ہے کہ فریقین اور ضمانت دہندہ نے اس بات پر غور کیا کہ ایک خوشگوار تصفیہ بھی ہوسکتا ہے،

اور ضمانت دہندہ نے یہ جانتے ہوئے بانڈ پر عمل درآمد کیا کہ وہ سمجھوتے کے فرمان کے تحت ذمہ دار ہوسکتا ہے، تو کوئی اخراج نہیں ہوسکتا اور ضمانت سمجھوتے کے حکم نامے کے تحت ذمہ دار ہوگی۔

حاجی احمد بنام ماروتی راجمی، (1930) آئی ایل آر ایل وی بمبئی 97۔ ایونی نائر بنام آئزک میکادن، (1919) آئی۔ ایل۔ آر۔ 43 مدراس۔ 272 اور کنیلال مکھرجی بنام کالی موہن چٹرجی، اے آئی آر 1957 کلکتہ 645، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

نتیجتا، موجودہ معاملے میں جہاں ضمانت بانڈ عدالت کے حق میں نافذ کیا گیا تھا اور اس کے ذریعے ضمانت دہندگان کو مدعا علیہ کی جانب سے کچھ رقم ادا کرنے کے لیے زیر غور لیا گیا تھا اگر عدالت نے حکم دیا اور فریقین کے درمیان سمجھوتہ فرمان نے پیچیدہ دفعات متعارف کروائیں جو اپیل کنندہ کو حریف دعووں کی ایڈجسٹمنٹ میں جائیدادوں پر قبضہ کرنے کے قابل بناتی ہیں، جس کے تحت دونوں فریقوں کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے وقت دیا گیا تھا اور اس میں عدالتی کارروائی سے باہر کے معاملات شامل تھے جس میں ضمانت بانڈ پر عمل درآمد کیا گیا تھا۔

منعقد کیا گیا، کہ ضمانتوں کو سمجھوتے کے حکم نامے کے ذریعے خارج کر دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: سول اپیل نمبر 343، 344 اور 345 میں سے 59۔

مدراس ہائی کورٹ کے 12 جنوری 1950 کے فیصلے اور حکم سے اپیل، اے۔ اے۔ او۔ نمبر 288 سے 1946 کے 290 تک۔

اپیل گزاروں کی طرف سے الادی کوپسوامی، ایس بی جتھر اور کے آر چودھری۔

جواب دہندہ نمبر 2 کے لیے اے وی وشوناتھ شاستری، وی ویدانتا چاری اور ٹی ستیہ نارائن (59 کے سی اے نمبر 345 میں)

ٹی وی آر ٹاٹاچاری، جواب دہندگان کے لیے نمبر 3 سے 6 کے لئے (سی اے نمبر 343 اور 344 میں سے 59) اور جواب دہندگان نمبر 5 سے 8 (1959 کے سی اے نمبر 345 میں)۔

.1962 4 ستمبر۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، جے۔–[1959 کی سول اپیل نمبر 343 اور 344 کو نمٹانے کے بعد، ان کا اقتدار مندرجہ ذیل طور

پر آگے بڑھا۔]

یہ ہمیں 1959 کی سول اپیل نمبر 345 پر لے جاتا ہے جس میں اپیل کنندہ ضمانت کے خلاف کارروائی کرنے کی آزادی چاہتا ہے، جواب دہندگان نمبر 2 اور 3۔ اس دعوے کو دونوں ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا ہے۔ لیکن ہائی کورٹ کا فیصلہ اس بنیاد پر آگے بڑھتا ہے کہ اپیل کنندہ خود ایک نادہندہ تھا اور اس لیے اسے ضمانت دہندگان کے خلاف اپنے علاج کو نافذ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ چونکہ ڈیفالٹ کے سوال پر، ہم اس کے برعکس، نتیجے پر پہنچے ہیں، اس لیے یہ جانچنا ضروری ہو جاتا ہے کہ آیا اپیل کنندہ ضمانت کے خلاف اپنا علاج طلب کرنے کا حقدار ہے یا نہیں۔

اس سوال کا تعین کرنے میں، پہلے یہ ضروری ہے کہ ضمانت بانڈ پر عمل درآمد میں جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کی طرف سے کی گئی ذمہ داری کی نوعیت اور حد کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے۔ ضمانت بانڈ پر 29 ستمبر کو عمل درآمد کیا گیا۔ 1935. ضمانت بانڈ کی شق 5 جو متعلقہ ہے یہ فراہم کرتی ہے کہ ضمانت معاہدہ کہ اگر سی ایم اے نمبر میں ہائی کورٹ کے حکم کو پریوی کونسل کے ذریعے الٹ دیا جائے یا اس میں تبدیلی کی جائے اور مذکورہ تغیر یا الٹ جواب دہندہ نمبر 1 کے نتیجے میں پریوی کونسل میں مذکورہ اپیل کنندہ کو کوئی بھی رقم معاوضے کے طور پر ادا کرنے کے لیے ذمہ دار ہو جاتا ہے، تو ضمانت دہندگان مذکورہ مدعا علیہ کی طرف سے جو بھی رقم قابل ادائیگی ہو سکتی ہے اسے ادا کریں گے اور یہ کہ اگر وہ اس میں ناکام رہے تو قابل ادائیگی رقم مذکورہ شق میں بیان کردہ طریقے سے وصول کی جائے گی۔ یہ بانڈ عدالت کے حق میں نافذ کیا گیا تھا۔

اپیل کنندہ کا مؤقف ہے کہ پریوی کونسل کے فیصلے کے نتیجے میں، معاملہ اپیل کنندہ کو واجب الادا رقم کا پتہ لگانے کے لیے ٹرائل کورٹ کو بھیج دیا گیا تھا اور یہ اپیلوں کے زیر التواء ہونے کے دوران تھا جو ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے خلاف مدراس ہائی کورٹ میں زیر التوا تھیں۔ ریمانڈ کی کارروائی میں متعلقہ فریقین کی طرف سے کی گئی درخواستوں پر کہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان وعدہ فرمان منظور کیا گیا تھا اور اس لیے جو کچھ بھی اپیل کنندہ کے ذریعے مذکورہ سمجھوتہ فرمان کی بنیاد پر قابل دعوی ہے اسے ضمانت بانڈ کی شق 5 کے آپریٹو حصے کو راغب کرنا چاہیے۔ دوسری طرف، ضمانت کے لیے مسٹر شاستری اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ضمانت کے بانڈ کی سختی سے تشریح کی جانی چاہیے اور یہ صرف اس صورت میں ہے جب مدعا علیہ نمبر 1 سے اپیل کنندہ کی طرف سے دعوی کی گئی رقم کو پریوی کونسل کی طرف سے اپیل کے تحت احکامات کے الٹ پلٹ یا تغیر کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے کہ ضمانت کے بانڈ کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ مسٹر شاستری زور دیتے ہیں کہ جب مدراس ہائی کورٹ کے سامنے اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان تنازعات زیر التوا تھے، تو فریقین نے تنازعات سے سمجھوتہ کیا اور اس کے بعد آنے والا سمجھوتہ فرمان ضمانت دہندگان کی ذمہ داری کو نبھانے کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس دلیل کے اوپری حصے میں، انڈین کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 135 کے تحت مساوی اصولوں پر انحصار رکھا گیا ہے۔ مسٹر کوپسوامی اس موقف کا مقابلہ کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ دفعہ 135 عدالت کے حق میں پھانسی دیے گئے ضمانت بانڈ پر لاگو نہیں ہے اور وہ دلیل دیتے ہیں کہ ضمانت کے خلاف اپیل کنندہ کا علاج اس حقیقت سے متاثر نہیں ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ کے درمیان تنازعہ نمبر۔ مجھے خوش اسلوبی سے آباد

کیا گیا اور ایک سمجھوتے کے حکم نامے میں ختم کر دیا گیا۔

یہ تنازعہ یہ سوال اٹھاتا ہے کہ کیا انڈین کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 135 یا اس کے بنیادی اصول عدالت کے حق میں پھانسی دیے گئے ضمانت بانڈز پر لاگو ہوتے ہیں۔ دفعہ 135 میں کہا گیا ہے کہ قرض دہندہ اور اصل قرض دہندہ کے درمیان معاہدہ، جس کے ذریعے قرض دہندہ اصل قرض دہندہ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے، یا اسے وقت دینے یا مقدمہ نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے، ضمانت خارج کرتا ہے، جب تک کہ ضمانت اس طرح کے معاہدے پر رضامند نہ ہو جائے۔ اس طرح اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ ضمانت کا معاہدہ جس پر دفعہ 135 لاگو ہوتا ہے ناقابل عمل ہوگا اگر زیر بحث قرض کو ضمانت کی منظوری کے بغیر مقروض اور قرض دہندہ کے درمیان سمجھوتہ کیا جاتا ہے۔ لیکن شرائط کے لحاظ سے یہ شق اس ضمانت پر لاگو نہیں ہوسکتی جس نے عدالت کے حق میں بانڈ پر عمل درآمد کیا ہو، کیونکہ ضمانت کی ضمانت کا ایسا معاہدہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 126 کے دائرہ کار میں نہیں آتا ہے۔ مذکورہ سیکشن کے تحت گارنٹی کا معاہدہ ضمانت، اصل مقروض اور قرض دہندہ کے وجود کو پیش کرتا ہے، اور عدالت کے حق میں انجام دیئے گئے بانڈ کے معاملے میں یہ ضرورت پوری نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح کا بانڈ عدالت کو دیا جاتا ہے نہ کہ قرض دہندہ کو اور بانڈ کو نافذ کرنا یا نہ کرنا عدالت کی صوابدید پر ہے۔ لہذا، اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ شرائط کے لحاظ سے۔ 135 عدالتی بانڈ پر درخواست نہیں دے سکتے۔

یہ بھی واضح ہے کہ دفعہ 135 کی دفعات میں شامل مساوی اصول اس طرح کے بانڈ پر لاگو ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر فرمان ہولڈر فیصلے کے قرض دہندہ کو وقت دیتا ہے اور اس مدت کے دوران اس کے خلاف اس کا علاج نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے، تو اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ قرض دہندہ کی طرف سے قرض دہندہ کو دی گئی مدت میں توسیع ضمانت کو خارج نہ کرے یہاں تک کہ جہاں ضمانت بانڈ عدالت کے حق میں نافذ کیا جاتا ہے۔ اس مساوی اصول کی وجہ جو ضمانت کو ایسے حالات میں ادائیگی کا حق دیتی ہے، یہ ہے کہ ضمانت دہندہ کو کسی بھی وقت قرض دہندہ سے یہ مطالبہ کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ وہ اصل مقروض کو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے کہے یا خود قرض ادا کرے اور اصل مقروض کے خلاف اس کا علاج طلب کرے۔ اگر قرض دہندہ نے خود کو پابند کیا ہے کہ وہ اپنے اصل مقروض سے قرض کا دعوی نہ کرے، تو اس سے ضمانت کے حق پر مادی طور پر اثر پڑتا ہے اور اس لیے جب بھی قرض دہندہ کے ذریعے ضمانت کی رضامندی کے بغیر قرض دہندہ کو وقت دیا جاتا ہے، ضمانت دہندہ ادائیگی کا دعوی کر سکتا ہے۔ یہ مساوی اصول ضمانت والے بانڈ پر اتنا ہی لاگو ہوگا جتنا کہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 126 عدالت کے حق میں جاری ضمانت والے بانڈ پر لاگو ہوتی ہے۔ لہذا، ہمیں اس دلیل کا کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 135 کی دفعات کے تحت مساوی اصولوں کا اطلاق عدالت کے حق میں انجام دیے گئے ضمانت بانڈز پر نہیں ہونا چاہیے۔

اس سوال کا تعین کرنے میں کہ آیا اس طرح کے ضمانت بانڈ کے تحت ذمہ داری اس حقیقت کی وجہ سے خارج کی جاتی ہے کہ عدالتی کارروائی میں سمجھوتہ فرمان منظور کیا گیا تھا جس میں ضمانت بانڈ پر عمل درآمد ہوا تھا، ہمیشہ بانڈ کی شرائط کا جائزہ لینا ضروری ہوگا۔ کیا ضمانت دار نے بانڈ پر عمل درآمد کرتے وقت اس بات پر غور کیا کہ مقروض اور قرض دہندہ کے درمیان زیر التواء

تنازعہ سے سمجھوتہ کیا جا سکتا ہے، یا کیا اس نے اس بات پر غور کیا کہ تنازعہ عدالت کے ذریعے طے کیا جائے گا اور فریقین کے ذریعے سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا؟ اگر بانڈ کی شرائط سے پتہ چلتا ہے کہ ضمانت دہندہ نے اس بنیاد پر ذمہ داری قبول کی ہے کہ تنازعہ کا فیصلہ عدالت مدعو شخص کی خوبیوں پر کرے گی اور اسے خوش اسلوبی سے حل نہیں کیا جائے گا، تو تنازعہ کا سمجھوتہ ضمانت دہندہ کی ذمہ داری سے نمٹ جائے گا (دی آفیشل لیکویڈیٹرز، دی ٹراوانکور نیشنل اینڈ کوئلون بینک لمیٹڈ بنام دی آفیشل اسائنی آف مدراس، (1) [آئی۔ایل۔آر، 1944 ۔ Mad.708] پاروتی بائی بنام ونے ک بلونت (2) [۔1988.I.L.R۔بمبئی۔.794] محمدلی ابراہیم جی بنام لکشمی بائی؛ (3) (1929) [۔آئی۔ایل۔آر۔LIV بمبئی۔118] نرسنگھ محسّن بنام نرپت سنگھ (4) (1932) [۔I.L.R.XI پٹنہ۔590] اور محمد یوسف بنام رام گووندا اوجھا۔ (5) (1927) [. آئی۔ایل۔آر۔LIV کلکتہ۔91] اگر، دوسری طرف، بانڈ کی شرائط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فریقین کے غور و فکر کے اندر تھا جس میں ضمانت بھی شامل ہے کہ تنازعہ کو خوش اسلوبی سے حل کیا جا سکتا ہے اور ضمانت دار نے یہ جانتے ہوئے بانڈ پر عمل درآمد کیا کہ سمجھوتہ فرمان کے تحت بھی اس کی ذمہ داری پیدا ہو سکتی ہے، تو سمجھوتہ فرمان کی منظوری اسے حاجی احمد بنام ماروتی راجمی (6) (1930) [آئی۔ایل۔آر۔97-LIV.Bombay] کے ذریعے خارج کرنے کا دعوی کرنے کا حق نہیں دے گی۔ ایونی نائر بنام آئزک ملدان، (7) (1919) [۔I.L.R.43 ۔ Mad.272] اور کنیلال مکھرجی بنام کالی موہن چٹرجی (8) [A.I.R.1957۔کلکتہ۔645]. اس طرح سوال ہمیشہ ضمانت کے بانڈ کی تشریح کرنے کا ہوگا تا کہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ آیا کوئی سمجھوتہ فرمان ضمانت کو خارج کرتا ہے یا نہیں۔

موجودہ معاملے میں جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کی طرف سے منظور کردہ بانڈ کی طرف رخ کرتے ہوئے، یہ ماننا ناممکن ہے کہ یہ ضمانت دہندگان کے غور و فکر کے اندر تھا جب انہوں نے بانڈ پر عمل درآمد کیا کہ فریقین اپنے تنازعہ کو خوش اسلوبی سے حل کریں گے جس طرح انہوں نے کیا ہے۔ اس وقت جب ضمانت بانڈ پر عمل درآمد کیا گیا تھا، فریقین کے درمیان زیر التواء تنازعہ رقم کا تنازعہ تھا جس کا فیصلہ ایک حکم میں ختم ہوتا جس میں ایک فریق کو دوسری مخصوص رقم ادا کرنے کی ہدایت کی جاتی۔ سمجھوتے کے حکم نامے میں مدعا علیہ نمبر 1 کے خلاف اپیل کنندہ کے دعوے کے اطمینان کے لیے پیچیدہ دفعات متعارف کرائی گئی ہیں۔ سمجھوتہ فرمان کے تحت، اپیل کنندہ مقدمے میں موجود جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا حقدار ہوتا اور اس عمل میں، دونوں فریقوں کے حریف دعووں کو ایڈجسٹ کیا جاتا۔ ہم مطمئن ہیں کہ ضمانت کے بانڈ کی شق 5 میں موجود مادی شرائط کو راغب نہیں کہا جا سکتا جب فریقین نے سمجھوتے کے معاہدے کی شرائط کے مطابق اپنے تنازعہ کو حل کرنے کا انتخاب کیا۔ اس کے علاوہ، یہ واضح ہے کہ سمجھوتے کے معاہدے میں مدعا علیہ نمبر 1 کو وقت دیا گیا تھا اور اس لیے یہ فرمان منظور ہونے کے فوراً بعد قابل عمل نہیں تھا۔ اصل میں، فرمان کے ذریعے وقت دیا گیا تھا حالانکہ یہ سچ ہے کہ دونوں فریقوں کو سمجھوتے کے تحت اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے وقت دیا گیا تھا۔ یہ ایک اور وجہ ہے کہ ہمارے خیال میں ضمانت بانڈ کے تحت جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کی ذمہ داری سمجھوتے کے حکم نامے کے نتیجے میں ادا کی جاتی ہے۔

ایک اور غور و فکر ہے جو اس نکتے سے نمٹنے کے لیے متعلقہ ہے۔ یہ مشترکہ بنیاد ہے کہ فریقین کے درمیان جن تنازعات کو

حل کیا گیا تھاان میں مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے ہر جانے کے لیے اس حقیقت کی وجہ سے کیا گیا دعوی شامل تھا کہ اپیل کنندہ نے ان جائیدادوں کے سلسلے میں اجنبیوں کے حق میں قبضے کے حقوق پیدا کیے تھے جو رہن دار کے طور پر اس کے قبضے میں تھیں۔ یہ دعوی واضح طور پر پریوی کونسل کے منظور کردہ حکم کے ذریعے زیر غور اور اجازت کارروائی سے باہر ہے، اور پھر بھی اس تنازعہ کو سمجھوتے کے فرمان کے ذریعے حل کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ایک ایسا معاملہ جو عدالتی کارروائی کے لیے سختی سے موزوں نہیں تھا جس میں ضمانت بانڈ پر عمل درآمد کیا گیا تھا، فریقین نے اپنے حتمی تصفیے میں پیش کیا ہے۔ لہذا، ہم مطمئن ہیں کہ اگرچہ اپیل کنندہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ نادہندہ نہیں تھا، لیکن وہ ضمانت کے خلاف اپنا علاج نہیں ڈھونڈ سکتا، جواب دہندگان نمبر 2 اور 3۔

مسٹر کوپسوامی کی طرف سے یہ تجویز کرنے کی کوشش کی گئی کہ جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کو ہائی کورٹ کے سامنے یہ نقطہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی، کیونکہ ان کی طرف سے ٹرائل کورٹ میں ایسا کوئی نقطہ نہیں لیا گیا تھا۔ ہمیں نہیں لگتا کہ اس دلیل میں کوئی بنیاد ہے۔ یہ سچ ہے کہ جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 نے ٹرائل کورٹ میں ایسی کوئی دلیل نہیں لی، لیکن اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فریقین نے اس وقت اس مسئلے پر توجہ مرکوز کی تھی کہ نادہندہ کون تھا۔ لیکن جب ہائی کورٹ کے سامنے اپیلوں پر بحث کی گئی تو اس نکتے پر مدعا علیہ نمبر 2 نے خاص طور پر زور دیا اور ہائی کورٹ نے اس پر غور کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسٹر کوپسوامی نے عمدہ انداز میں مشورہ دیا کہ یہ قانون کا خالص سوال نہیں ہے اور اس لیے ہائی کورٹ کو اسے پہلی بار اپیل میں اٹھانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے تھی۔ دلیل یہ ہے کہ اگر نقطہ پہلی بار عدالت میں اٹھایا گیا ہوتا تو اپیل کنندہ یہ ظاہر کرتا کہ جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 نے اپیل کنندہ اور جواب دہندہ نمبر 1 کے درمیان سمجھوتے کے معاہدے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ یہ واضح طور پر ایک بعد کی سوچ ہے۔ اگر اپیل کنندہ کا معاملہ یہ تھا کہ جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کو سمجھوتے کے حکم نامے سے خارج نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ سمجھوتے کے معاہدے کے فریقین تھے، تو انہیں ہائی کورٹ کے سامنے ایسا کہنا چاہیے تھا اور پھر ہائی کورٹ یا تو اس مسئلے پر نتیجہ طلب کرتی یا جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کو اس نکتے کو اٹھانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیتی۔

نتیجہ یہ ہے کہ 1959 کی سول اپیل نمبر 345 ناکام ہو جاتی ہے اور اسے اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document